حیوانات کی حلت وحرمت: فقہاء کی آراء اور علم حیوانات کی روشنی میں

ڈاکٹر حافظ مبشر حسین ☆

حیوانات کی حلت وحرمت پر بنیادی فقہی قواعد:

حیوانات کی حلت وحرمت کے سلسلہ میں فقہاء نے قرآن وسنت سے جو اصول/ضوابط اخذ کیے ہیں ان سب کا خلاصہ درج ذیل پانچ اصول ہیں:

۱۔ جن حیوانات کی حرمت صراحتاً ان کا نام لے کر قرآن میں کردی گئی وہ حرام ہیں۔

۲۔ جن حیوانات کی حرمت کسی قاعدہ اور ضابطے کی صورت میں قرآن میں کردی گئی وہ بھی حرام ہیں۔

۳۔ جن حیوانات کی حرمت صراحتاً ان کا نام لے کر سنت میں کردی گئی وہ حرام ہیں۔

۴۔ جن حیوانات کی حرمت کسی قاعدہ اور ضابطے کی صورت میں سنت میں کردی گئی وہ بھی حرام ہیں۔

۵۔ مذکورہ بالا چاروں صورتوں کے علاوہ باقی سب حیوانات حلال ہیں۔(۱)

ذیل میں ان اصول وقواعد کی کچھ ضروری تفصیل درج کی جائے گی اور اس کے بعد ان کے اطلاقات کے سلسلہ میں علم حیوانات (zoology) کی روشنی میں کچھ نئے مسائل کو زیر بحث لایا جائے گا۔

قرآن سے اخذ کردہ پہلا اصول (قاعدہ نمبر ۱):

قرآن مجید میں چار مقامات پر خنزیر کے نام کی صراحت کے ساتھ اس کی حرمت (یعنی حرام لذاتہ) کا ذکر ملتا ہے، اور اس پر فقہاء امت کا اتفاق بلکہ اجماع ہے کہ یہ اپنی تمام اقسام اور اپنے تمام اجزاء سمیت حرام ہے، ماسوا حالت اضطرار کے۔ اس سلسلہ کی متعلقہ آیات ملاحظہ ہوں:

(۱) ﴿انما حرم علیکم المیتة والدم ولحم الخنزیر وما اهل به لغیر الله ط فمن اضطر غیر باغ ولا عاد فلا اثم علیه ط ان الله غفور رحیم﴾ (۲)

اللہ کی طرف سے اگر کوئی پابندی تم پر ہے تو وہ یہ ہے کہ مردار نہ کھاؤ خون سے اور سور کے گوشت سے پرہیز کرو اور کوئی ایسی چیز نہ کھاؤ جس پر اللہ کے سوا کسی اور کا نام لیا گیا ہو۔ ہاں جو شخص مجبوری کی حالت میں ہو اور وہ ان میں سے کوئی چیز کھالے بغیر اس کے کہ وہ قانون شکنی کا ارادہ رکھتا ہو یا ضرورت کی حد سے تجاوز کرے تو اس پر کچھ گناہ نہیں اللہ بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

(۲) ﴿**حرمت علیکم المیتة والدم ولحم الخنزیر وما اهل لغیر اللّٰه به**﴾(۳)

تم پر حرام کیا گیا مردار خون سور کا گوشت وہ جانور جو خدا کے سوا کسی اور کے نام پر ذبح کیا گیا ہو۔

﴿**قل لا اجد فی ما اوحی الی محرما طاعم یطعمه الا ان یکون میتة او دما مسفوحا او لحم خنزیر فانه رجس او فسقا اهل لغیر اللّٰه به ط فمن اضطر غیر باغ ولا عاد فان ربک غفور رحیم**﴾(۴)

اے نبی ﷺ ان سے کہو کہ جو وحی میرے پاس آئی ہے اس میں تو میں کوئی چیز ایسی نہیں پاتا جو کسی کھانے والے پر حرام ہو الا یہ کہ وہ مردار ہو یا بہایا ہوا خون ہو یا سور کا گوشت ہو کہ وہ ناپاک ہے یا فسق ہو کہ اللہ کے سوا کسی اور کے نام پر ذبح کیا گیا ہو۔ پھر جو شخص مجبوری کی حالت میں (کوئی چیز ان میں سے کھالے) بغیر اس کے کہ وہ نافرمانی کا ارادہ رکھتا ہو اور بغیر اس کے کہ وہ حد ضرورت سے تجاوز کرے تو یقیناً تمہارا رب درگزر سے کام لینے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔

۴۔ ﴿**انما حرم علیکم المیتة والدم ولحم الخنزیر وما اهل لغیر اللّٰه به ط فمن اضطر غیر باغ ولا عاد فان اللّٰه غفور رحیم**﴾(۵)

اللہ نے جو کچھ تم پر حرام کیا ہے وہ مردار اور خون اور سور کا گوشت اور وہ جانور جس پر اللہ کے سوا کسی اور کا نام لیا گیا ہو۔ البتہ بھوک سے مجبور اور بے قرار ہو کر اگر کوئی ان چیزوں کو کھالے بغیر اس کے کہ وہ قانون الٰہی کے خلاف ورزی کا خواہش مند ہو یا حد ضرورت سے تجاوز کا مرتکب ہو تو یقیناً اللہ معاف کرنے اور رحم فرمانے والا ہے۔

بہتر آن باشد کہ سر دلبران ☆ گفتہ آید در حدیث دیگران

قرآن مجید کی مذکورہ بالا آیات میں خنزیر کے گوشت (لحم الخنزیر) کی حرمت کا ذکر کیا گیا ہے جس سے بادی النظر میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا گوشت کے علاوہ باقی اجزاء بھی اس حرمت میں شامل ہیں یا نہیں اس سلسلہ میں علماء نے بالاتفاق یہ موقف اختیار کیا ہے کہ گوشت کے ساتھ باقی اجزاء بھی حرمت میں شامل ہیں۔(٦) بلکہ اس بات پر کہ خنزیر اپنے جملہ اجزاء کے ساتھ حرام ہے اجماع کا دعویٰ بھی کیا گیا ہے۔(٧) مگر فقہ حنبلی کی معروف کتاب مطالب اولی النھی میں امام داؤد ظاہری (٨) کے بارے میں یہ چونکا دینے والی رائے دی گئی ہے:

ولحم الخنزير كذلک بخلاف شحمه لقول الامام (داؤد) الظاهری بحله ای الشحم ونحوه لان القرآن صريح فی اللحم فقط فان الانسان لو حلف لا ياكل لحما فاكل نحو الشحم لا يحنث۔(٩)

اسی طرح خنزیر کا گوشت (بھی نص قرآنی سے حرام ہے) بخلاف خنزیر کی چربی کے جیسا کہ امام داؤد ظاہری کا خیال ہے کہ خنزیر کی چربی وغیرہ (یعنی گوشت کے علاوہ اجزاء) حلال ہیں کیونکہ قرآن کریم میں صرف گوشت کی (حرمت کی) صراحت ہے لہٰذا اگر کوئی شخص یہ قسم کھائے کہ وہ گوشت نہیں کھائے گا پھر وہ چربی وغیرہ کھالے تو اس سے اس کی قسم نہیں ٹوٹے گی۔

اسی طرح علامہ آلوسی نے بھی اس سلسلہ میں تمام فقہاء ظاہریہ کا یہی موقف بیان کیا ہے جیسا کہ آپ لکھتے ہیں:

خص اللحم بالذكر مع ان بقية اجزائه ايضا حرام خلافا للظاهرية لانه معظم ما يؤكل من الحيوان وسائر اجزائه كالتابع له۔(١٠)

یہاں (خنزیر کے) گوشت کا خاص اس لئے ذکر کیا گیا حالانکہ اس کے بقیہ اجزاء بھی حرام ہیں لیکن فقہاء ظاہریہ اس بات کے مخالف ہیں کیونکہ یہ کسی بھی حیوان کا بنیادی حصہ ہوتا ہے اور بقیہ اجزاء گوشت کے تابع کی حیثیت رکھتے ہیں۔

مگر فقہاء ظاہریہ کے بارے میں یہ رائے کسی غلط فہمی پرمبنی ہے بالخصوص اس لئے کہ ظاہریوں کے معروف امام ابن حزم نے اس سلسلہ میں بڑی صراحت کے ساتھ لکھا ہے کہ خنزیر اپنے جملہ اجزاء کے ساتھ حرام ہے نیز انہوں نے اس کی حرمت پر اجماع کا دعویٰ بھی کیا ہے چنانچہ آپ لکھتے ہیں:

واتفقوا ان الخنزير ذكره و انثاه صغيره و كبيره حرام لحمه و شحمه و عصبه و مخه و غضروفه و دماغه و حشوته و جلده حرام كل ذلك۔(۱۱)

اہل علم کا اس بات پر اتفاق ہے کہ خنزیر حرام ہے خواہ مذکر ہو یا مؤنث اور خواہ چھوٹا ہو یا بڑا۔ یہی حکم اس کے گوشت چربی پٹھوں گودے پتلی ہڈیوں مغز انتڑیوں پیٹ کے اندر کی تمام چیزوں اور چمڑے کا ہے یعنی یہ سب کچھ حرام ہے۔

اگر داؤد ظاہری یا کسی اور معروف عالم کی اس سلسلہ میں کوئی مختلف رائے ہوتی تو ابن حزم لازماً اسے نقل کرتے اور اس کی تردید وتغلیظ بھی فرماتے۔

قرآن سے اخذ کردہ دوسرا اصول (قاعدہ نمبر۲):

جمہور فقہاء اہل سنت نے حیوانات کی حرمت کے سلسلہ میں قرآن مجید سے دوسرا اصول یہ اخذ کیا ہے کہ تمام خبیث حیوانات حرام ہیں۔اس اصول کی دلیل قرآن مجید کی درج ذیل آیت ہے:

﴿ويحل لهم الطيبات ويحرم عليهم الخبائث.﴾ (۱۲)

تاہم یہ واضح رہے کہ اس اصول کی اصولی واطلاقی دونوں حیثیتوں پر مختلف پہلوؤں سے فقہاء کا اختلاف رائے موجود ہے مثلاً یہ کہ خبیث اور طیب کا فیصلہ عقل کرے گی یا شارع؟ اگر عقل یہ فیصلہ کرے گی تو آیا اس میں معیار عقل عرب معاشرہ ہوگا یا مجموعی انسانی عقل (۱۳) وغیرہ؟

تاہم جمہور فقہاء اس اصول کی اصولی حیثیت کو تسلیم کرتے ہیں چنانچہ اس اصول کے پیش نظر انہوں نے حشرات کو حرام قرار دیتے ہوئے ایک دلیل یہ پیش کی ہے کہ حشرات خبائث میں سے ہیں اس بنیاد پر کہ طبائع سلیمہ ان سے نفرت کرتی ہیں اور خبائث کو قرآن مجید میں حرام قرار دیا گیا ہے لہٰذا یہ حرام ہیں، تاہم ٹڈی (locust) کو حدیث احلت لنا ميتتان کی بنیاد پر اس حرمت سے مستثنیٰ قرار دیا گیا ہے۔(۱۴)

اسی طرح جمہور فقہاء کے نزدیک وہ پرندے جو مردار خور ہیں یا ان کی خوراک کا بڑا حصہ مردار پر مشتمل ہے جیسے بڑا سیاہ کوا اور نسر گدھ وغیرہ یہ بھی مذکورہ اصول کی روشنی میں خبیث ہونے کی بنا پر حرام قرار دیئے گئے ہیں۔(۱۵)

سنت سے اخذ کردہ اصول (قاعدہ نمبر ۳):

حیوانات کی حرمت کے سلسلہ میں فقہاء نے قرآن مجید کی طرح سنت سے بھی دو طرح کے اصول اخذ کئے ہیں، گو کہ قرآن کے پہلے اصول کے برعکس ان دونوں اصولوں کی اصولی اور اطلاقی حیثیتوں پر خاصا فقہی اختلاف رائے بھی موجود ہے۔ اس فقہی اختلاف سے قطع نظر جہاں تک پہلے اصول کا تعلق ہے تو وہ یہ ہے کہ جن حیوانات کو ان کے نام کی صراحت کے ساتھ سنت میں حرام قرار دیا گیا ہے، وہ حرام ہیں، جیسے بعض فقہاء کے نزدیک گدھے، گھوڑے اور خچر کی حرمت کی ایک دلیل وہ احادیث ہیں جن میں ان کا نام لے کر انہیں حرام قرار دیا گیا ہے ان میں سے دو احادیث درج ذیل ہیں:

۱۔ **عن خالد بن الولید رضی اللّٰہ عنه ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم نهی عن اکل لحوم الخیل والبغال والحمیر۔(۱۶)**

حضرت خالد بن ولیدؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے گھوڑے خچر اور گدھے کے گوشت کھانے سے منع فرمایا ہے۔

۲۔ **عن جابر قال نهی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم عن لحوم الحمر الاهلیة والخیل والبغال۔(۱۷)**

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے گھوڑے خچر اور گدھے کے گوشت کھانے سے منع فرمایا ہے۔

علاوہ ازیں فقہاء شافعیہ اور حنابلہ کے بقول شارع نے جس جانور یا پرندے کا نام لے کر اسے مار دینے کا حکم دیا ہے جیسے کوا چیل بچھو چوہا وغیرہ یا جس کے مارنے سے منع کیا ہے مثلاً جیسے شہد کی مکھی ہدہد اور صرد وغیرہ وہ بھی زیر نظر اصول کی رو سے حرام قرار پائیں گے۔(۱۸)

سنت سے اخذ کردہ دوسرا اصول (قاعدہ نمبر ۴):

سنت سے اخذ کردہ دوسرا اصول اس سلسلہ میں یہ ہے کہ جو حیوانات درندہ صفت ہیں وہ بھی حرام ہیں۔ اس ضابطہ/ اصول کو جمہور فقہاء یعنی حنفیہ(۱۹) شافعیہ، (۲۰) حنابلہ(۲۱) اور ظاہریہ(۲۲) نے اختیار کیا ہے اور اس کا اطلاق کرتے ہوئے کچلی سے شکار کرنے والے تمام جانوروں کو حرام قرار دیا

ہے خواہ وہ وحشی ہوں جیسے شیر چیتا بھیڑیا وغیرہ یا پالتو جیسے کتا وغیرہ۔ اس اصول کی تائید میں جمہور فقہاء نے درج ذیل احادیث سے استدلال کیا ہے:

۱۔ **عن ابی ثعلبة الخشنی ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم نھی عن اکل ذی ناب من السباع۔(۲۳)**

حضرت ابوثعلبہ الخشنیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے درندوں میں سے کچلی والوں کے کھانے سے منع فرمایا ہے۔

۲۔ **عن ابن عباس قال نھی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم عن کل ذی ناب من السباع وعن کل ذی مخلب من الطیر۔(۲۴)**

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے درندوں میں سے کچلی والوں اور پرندوں میں سے پنجے والوں (کے کھانوں) سے منع فرمایا ہے۔

۳۔ **عن ابی ھریرة عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال: کل ذی ناب من السباع فاکلہ حرام۔(۲۵)**

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: درندوں میں سے ہر کچلی والے کو کھانا حرام ہے۔

۴۔ **عن ابی ھریرة ان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم حرم کل ذی ناب من السباع۔(۲۶)**

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے درندوں میں سے ہر کچلی والے (کے کھانے) کو حرام فرمایا ہے۔

۵۔ **عن جابر قال حرم رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یعنی یوم خیبر الحمر الانسیة ولحوم البغال و کل ذی ناب السباع و ذی مخلب من الطیر۔(۲۷)**

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جنگ خیبر کے موقع پر پالتو گدھوں اور خچروں کے گوشت اور درندوں میں سے ہر کچلی والے اور پرندوں میں سے ہر پنجہ والے (کے کھانے) کو حرام قرار دیا ہے۔

فلک بہ مردم نادان دھد زمام مراد ......☆......تو اھل فضلی ودانش، ھمین گناھت بس

۶۔ عن المقدام بن معدی کرب عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: الا لا یحل ذوناب من السباع ولا الحمار الاھلی۔(۲۸)

حضرت مقدام بن معدی کربؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

آ گاہ رہو! کچلی والے درندے اور پالتو گدھے حلال نہیں ہیں۔

ان احادیث میں کچلی (Canine) سے شکار کرنے والے گوشت خور جانوروں کے لئے ذوناب من السباع کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں اس لئے کہ کچلی کو عربی میں ناب کہتے ہیں جس کی جمع انیاب آتی ہے۔ یہ دانت رباعیہ دانتوں کے اطراف میں واقع ہوتے ہیں (۲۹) اور شکار کرنے یا چیڑ پھاڑ کرنے والے جانور جنہیں درندہ صفت یا گوشت خور جانور کہا جاتا ہے کہ عربی میں سباع کہتے ہیں جو سبع کی جمع ہے (ب) کی پیش کے ساتھ۔(۳۰)

فقہاء کے نزدیک ذوناب من السباع سے مراد ہے وہ کچلی والے درندہ صفت جانور جو انسانوں یا دوسرے جانوروں پر اپنی کچلیوں کے ساتھ حملہ آور ہوتے ہیں اور انہیں اپنا شکار بنا کر کھاتے ہیں مثلاً شیر بھیڑیا چیتا اور ان سے ملتے جلتے کچلی والے درندے اور کچلی والے وہ جانور جو اپنی کچلیوں سے شکار نہیں کرتے وہ اس میں شامل نہیں ہے۔(۳۱)

اس کی ایک بہترین مثال کچلی والا ہرن بھی ہے۔ اس ہرن کی کچلیاں تو ہوتی ہیں مگر یہ ان کچلیوں سے شکار نہیں کرتا کیونکہ یہ شکاری جانور نہیں ہے۔(۳۲)

اسی طرح حدیث میں گوشت خور شکاری پرندوں کے لئے ذومخلب کی اصطلاح استعمال ہوئی ہے۔ مخلب کا لغوی معنی تو ناخن ہے خواہ یہ ناخن جانور کا ہو یا پرندے کا اور خواہ وہ جانور اور پرندہ اس ناخن سے شکار کرتا ہو یا نہ کرتا ہو۔(۳۳) جبکہ فقہی اصطلاح میں ذومخلب سے مراد صرف وہ شکاری یا وحشی پرندہ ہے جو اپنے ناخن سے شکار کرتا ہے یعنی پرندوں میں سے درندہ صفت پرندہ۔(۳۴) اس لئے مرغ چڑیا کبوتر اور اسی طرح کے وہ پرندے جو پنجے سے شکار نہیں کرتے انہیں (فقہی اصطلاح میں) ذومخلب قرار نہیں دیا جائے گا۔(۳۵)

درندہ صفت حیوانات کے بارے میں مالکی فقہاء کا موقف:

زیر بحث اصول کے سلسلہ میں فقہاء مالکیہ کے ہاں تین طرح کے اقوال پائے جاتے ہیں:

۱۔ یہ سب مکروہ (تنزیہی) ہیں، جیسا کہ ابن القاسم نے امام مالکؒ سے یہی روایت کیا ہے اور یہی رائے مالکیہ میں مشہور ہے۔

۲۔ جوحملہ آور ہوتے ہیں مثلاً شیر چیتا بھیڑ وغیرہ یہ حرام ہیں اور ان کے علاوہ دوسرے سباع مثلاً ریچھ لومڑ اور بجو وغیرہ مکروہ ہیں۔

۳۔ یہ سب حرام ہیں۔(۳۶)

اگر چہ مالکیہ میں درندوں کے بارے میں اوپر مذکور تین آراء میں سے پہلی رائے زیادہ مشہور ہے مگر مالکیہ میں فقہاء کی ایک جماعت اس سلسلہ میں تیسری رائے سے اتفاق کرتی ہے۔ موطا سے بھی بظاہر اسی تیسری رائے کی تائید ہوتی ہے۔اس لئے کہ امام مالکؒ نے اس سلسلہ میں موطا میں یہ عنوان قائم کیا ہے:

باب تحریم اکل کل ذی ناب من السباع

یعنی درندوں میں سے تمام کچلی والوں کے کھانے کی حرمت کا بیان۔

اوراس کے تحت دو حدیثیں درج کی ہیں جن سے اس عنوان کی واضح طور پر تائید ہوتی ہے بلکہ ان احادیث کے نقل کرنے کے بعد امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ **وھو الامر عندنا**۔(ہمارے ہاں بھی اسی پر عمل ہے۔(۳۷)

امام قرطبی نے اپنی تفسیر میں امام مالک سے درندوں کے بارے میں دو قول نقل کئے ہیں ایک یہ کہ یہ حرام ہیں اور دوسرا یہ کہ یہ مکروہ ہیں۔اور پھر انہوں نے پہلے قول کو یہ کہتے ہوئے صحیح قرار دیا ہے کہ:

وھو الصحیح من قول علی ما فی المؤطا.

یہی قول صحیح ہے اس لئے کہ مؤطا میں اسی طرح ہے۔

نیز موصوف فرماتے ہیں کہ امام مالکؒ نے مؤطا میں درندوں کی حرمت پر باب قائم کیا ہے پھر اس کے تحت ان کی حرمت کے بارے میں حدیث نقل کی ہے اور اس کے بعد یہ کہا ہے کہ اسی پر ہمارے ہاں عمل ہے۔اس سے وہ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ درندوں کی حرمت کی حدیث اور عملِ اہلِ مدینہ میں یکسانیت ہے۔(۳۸)

تاہم جن مالکی فقہاء نے درندہ صفت حیوانات کو مباح/حلال قرار دیا ہے، انہوں نے اپنے مؤقف کی تائید میں درج ذیل آیت سے استدلال کیا ہے:

﴿قل لا اجد فی ما اوحی الی محرما علی طاعم یطعمه الا ان یکون میتة او دما مسفوحا او لحم خنزیر فانه رجس او فسقا

گر تو سنگ خارۂ مرمر شوی	چوں بصاحبدل رسی گوہر شوی

اهل لغیر الله به ط فمن اضطر غیر باغ ولا عاد فان ربک غفور رحیم۔﴾(۳۹)

اے نبی ﷺ ان سے کہو کہ جو وحی میرے پاس آئی ہے اس میں تو میں کوئی چیز ایسی نہیں پاتا جو کسی کھانے والے پر حرام ہو الا یہ کہ وہ مردار ہو یا بہایا ہوا خون ہو یا سور کا گوشت ہو کہ وہ ناپاک ہے یا فسق ہو کہ اللہ کے سوا کسی اور کے نام پر ذبح کیا گیا ہو۔ پھر جو شخص مجبوری کی حالت میں (کوئی چیز ان میں سے کھالے) بغیر اس کے کہ وہ نافرمانی کا ارادہ رکھتا ہو اور بغیر اس کے کہ وہ حد ضرورت سے تجاوز کرے تو یقیناً تمہارا رب درگزر سے کام لینے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔

اس آیت سے یہ استدلال کیا گیا ہے کہ جو چیزیں اس آیت میں شمار نہیں کی گئیں انہیں حرام قرار نہیں دیا جائے گا۔ چنانچہ امام قرطبیؒ اس سلسلہ میں ان مالکی فقہاء جنہوں نے اس آیت سے اپنی تائید کے لئے استدلال کیا ہے کا مؤقف نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ولهذا قلنا ان لحوم السباع وسائر الحیوان ما سوی الانسان والخنزیر مباح۔(۴۰)

اسی لئے ہم (مالکی) کہتے ہیں کہ انسان اور خنزیر کے علاوہ باقی درندوں اور جانوروں کا گوشت مباح ہے۔ اور وہ بعض مالکی فقہاء جو درندوں کو مکروہ کہتے ہیں ان کی دلیل یہ ہے کہ سورۃ الانعام کی آیت ۱۴۵ میں درندوں کے گوشت کی حرمت کا ذکر نہیں ہے اس لئے اس سے تو ان کی اباحت ثابت ہوتی ہے جبکہ بعض احادیث میں ان کی حرمت کا ذکر موجود ہے جس سے ان کی حرمت ثابت ہوتی ہے مگر سلف میں ان کی حرمت یا اباحت کے بارے میں چونکہ اختلاف تھا اس لئے درندوں کو حرام یا مباح کہنے کی بجائے مکروہ قرار دیا جائے گا۔(۴۱)

گزشتہ چار قاعدوں/ اصولوں کی استثنائی حالتیں:

گزشتہ سطور میں جو چار قاعدے/ اصول بیان کئے گئے ہیں ان کی کچھ استثنائی حالتیں بھی ہیں۔ ایک استثنائی حالت اضطرار ہے جس کا ذکر قاعدہ نمبر ایک کے تحت مذکورہ آیات میں موجود ہے اور یہ ایک عمومی نوعیت کا استثناء ہے جس کا اطلاق ہر حرام چیز پر ہوتا ہے جبکہ اس کے علاوہ باقی تین قواعد میں بھی

اگرچہ تو بیکار پتھر مرمر ہے لیکن کسی صاحب دل کے پاس پہنچے گا تو گوھر بن جائے گا

استثنائی صورتیں موجود ہیں جن کی تفصیل سے یہاں بغرض اختصار تعرض نہیں کیا جاسکتا البتہ اس سلسلہ میں بطور مثال ایک حدیث ذکر کی جاتی ہے:

عن عبداللّٰہ بن عمر ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال احلت لکم میتتان ودمان فاما المیتتان فالحوت والجراد و اما الدمان فالکبد والطحال۔(۴۲)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہارے لئے دومردار اور دوخون حلال کئے گئے ہیں۔ دو مردار یہ ہیں: ا۔مچھلی، ۲۔ٹڈی اور دوخون یہ ہیں: ا۔جگر، ۲۔تلی۔

مردار اور خون قاعدہ نمبر ایک کے تحت حرام ہیں مگر اس حدیث میں مذکورہ چار چیزوں کو اس حرمت سے مستثنیٰ قرار دیا گیا ہے۔ اسی طرح ٹڈی نمبر چار کے تحت زندہ حالت میں بھی حرام ہونی چاہئے تھی مگر فقہاء مذکورہ حدیث ہی کی روشنی میں اسے زندہ اور مردہ ہر دو صورت میں بالاتفاق حلال قرار دیتے ہیں۔

زیر بحث موضوع پر زولوجی کی روشنی میں چند جدید مباحث:

گزشتہ سطور حیوانات کی حلت وحرمت پر فقہاء کی اصولی بحث پر مشتمل تھیں اور اس ضمن میں چار بنیادی قواعد پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ اب یہاں ان چاروں فقہی قاعدوں اصولوں کے اطلاقات میں جدید سائنس بالخصوص زولوجی کی روشنی میں کچھ مسائل کو اہل علم کی توجہ کے لئے زیر بحث لایا جارہا ہے۔

ا۔وہ حیوانات جن کے درندہ صفت ہونے میں اختلاف ہے:

بندر: جمہور فقہاء (۴۳) یعنی حنفیہ شافعیہ حنابلہ اور ظاہریہ (۴۴) کے نزدیک بندر حرام ہے اور اس کی حرمت کے سلسلہ میں یہ فقہاء درج ذیل دلائل سے استدلال کرتے ہیں:

ا۔ امام شعبیؒ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بندر کا گوشت کھانے سے منع فرمایا ہے۔(۴۵) (یعنی گزشتہ مذکور اصولوں میں سے نمبر تین سے استدلال)

۲۔ یہ درندہ صفت جانور ہے لہٰذا ذوناب من السباع کی حرمت سے متعلقہ احادیث کی بنیاد پر یہ حرام ہے(۴۶) (یعنی گزشتہ مذکور اصولوں میں سے نمبر چار سے استدلال)

وقت محنت می بری زاللہ بو	چونکہ محنت رفت گوئی راہ کو

۳۔ یہ خبیث جانوروں میں سے ہے کیونکہ بعض قوموں کو عذاب دینے کے لئے انہیں مسخ کر کے بندروں میں تبدیل کر دیا گیا تھا۔(۴۷) (یعنی گزشتہ مذکور اصولوں میں سے نمبر دو سے استدلال)

فقہاء مالکیہ کے ہاں بندر کی حلت و حرمت کے بارے میں چار اقوال ہیں: (۱) یہ حرام ہے۔ (۲) یہ مکروہ ہے۔ (۳) یہ مباح ہے۔ (۴) اگر یہ گھاس وغیرہ کھاتا ہے تو مباح ورنہ مکروہ ہے۔ (۴۸)

یعنی بندر کے بارے میں مالکیہ میں ایک رائے اس کی حرمت کی موجود ہے تاہم درندوں کے بارے میں فقہ مالکی میں عمومی رائے چونکہ حرمت کی نہیں ہے اس لئے ابن خطاب (۴۹) نے اس سلسلہ میں اباحت کے قول کو صحیح قرار دیا ہے جبکہ دسوقی نے اس کے مکروہ ہونے کے قول کو ترجیح دی ہے اور کہا ہے کہ یہی امام مالک اور ان کے اصحاب کا قول ہے۔ (۵۰)

مالکیہ میں سے جن فقہاء نے اسے مکروہ کہا ہے انہوں نے سورۃ انعام کی آیت ۱۴۵ سے استدلال کیا ہے جیسا کہ دسوقی اس سلسلہ میں لکھتے ہیں کہ

جس نے بندر کے مکروہ ہونے کی رائے اختیار کی ہے اس نے اس پر اس آیت: (قل لا اجد فی ما اوحی الی ......الایۃ) کے عموم سے استدلال کیا ہے اور اس کے ساتھ علماء کے اس مسئلہ میں اختلاف کو بھی ملحوظ خاطر رکھا ہے۔ یہ آیت تو اس کی عدم حرمت پر دلالت کرتی ہے جبکہ علماء کا اس کی عدم حرمت سے اختلاف اس بات کا متقضی ہے کہ اسے مکروہ شمار کیا جائے۔ (۵۱)

کیا بندر درندہ صفت جانور ہے؟

علم حیوانات میں بندر کو درندوں میں شمار نہیں کیا جاتا بلکہ اسے primates میں شمار کیا جاتا ہے یعنی وہ حیوانات جن کے ہاتھ انسانوں کی طرح ہوتے ہیں اور وہ اپنے انگوٹھے اور باقی انگلیوں کی مدد سے کوئی بھی چیز انسانوں کی طرح پکڑ سکتے ہیں اور ان کی خوراک نباتات وغیرہ ہوتی ہے اور یہ گوشت خور نہیں ہوتے۔ (۵۲) اس لئے (مالکیوں کے علاوہ دیگر) فقہاء کا اس جانور کو درندوں میں شمار کرنا قابل غور ہے۔

اس کے علاوہ امام شعبی کے حوالے سے جو حدیث بیان کی گئی ہے اسے ابن قدامہ نے المغنی میں نقل کیا ہے مگر کتب حدیث میں تلاش بسیار کے باوجود اس روایت کا کوئی سراغ نہیں مل سکا اور نہ ہی ابن قدامہ کے علاوہ فقہاء نے اسے استدلال کے لئے پیش کیا ہے ورنہ اس بنیاد پر اسے قاعدہ نمبر تین کے تحت شمار کر کے اس کی حرمت پر ایک قوی رائے قائم کی جا سکتی تھی۔

عاشقاں را شد مدرس حسن دوست	دفتر و درس و سبق شاں روئے اوست

تیسری دلیل کہ یہ اس لئے خبیث ہے کہ بعض قوموں کو عذاب دینے کے لئے انہیں مسخ کر کے بندروں میں تبدیل کر دیا گیا تھا بھی کمزور معلوم ہوتی ہے اس لئے بعض فقہاء کے نزدیک بعض قوموں کو مسخ کر کے گوہ کی شکل میں بھی بدلا گیا تھا مگر گوہ بہت سے فقہاء کے نزدیک حلال ہے (۵۳) اور اس کے ساتھ یہاں یہ بھی واضح رہے کہ کئی ایک فقہاء حلت وحرمت کے مسئلہ میں خبیث ہونے کے قاعدے سے اتفاق نہیں کرتے۔ اور جو اس قاعدہ کی اصولی حیثیت کو مانتے ہیں وہ کئی جانوروں پر اس کے اطلاق میں باہم مختلف رائے رکھتے ہیں یعنی ایک جانور بعض فقہاء کے نزدیک خبیث قرار دیا جاتا ہے تو بعض اسے ہی طیب قرار دے رہے ہوتے ہیں۔

ایک دلیل یہ بھی دی جاتی ہے کہ یہ چونکہ انسانوں کے بہت قریب ہے لہٰذا انسانوں کے ساتھ اس کی مشابہت کا احترام کرتے ہوئے اسے حرام قرار دیا جائے۔ لیکن اس دلیل کی حیثیت احتیاط اور تقویٰ کی معلوم ہوتی ہے نا کہ فتویٰ کی۔ یہ سطور لکھنے کا مقصد صرف یہ ہے کہ بندر کے بارے میں فقہاء اہل سنت کے ہاں جو اختلاف رائے پایا جاتا ہے اسے علم حیوانات کی روشنی میں بھی دیکھنا چاہئے تا کہ کسی ایک فقہی رائے کو ترجیح دینے میں مدد مل سکے۔

ریچھ (bear) اور پانڈہ (ailuropoda):

جمہور فقہاء مثلاً حنفیہ، (۵۴) شافعیہ (۵۵) کے نزدیک ریچھ ایک درندہ صفت حیوان ہے اور درندہ ہونے کی وجہ سے قاعدہ اصول نمبر چار کے تحت انہوں نے اسے حرام قرار دیا ہے۔ اور امام احمد سے بھی ایک رائے جسے زیادہ صحیح قرار دیا گیا ہے کے مطابق یہ درندوں میں سے ہے اس لئے حرام ہے۔ حنابلہ کی اکثریت کی یہی رائے ہے۔ (۵۶)

لیکن بعض فقہاء حنابلہ کا موقف یہ ہے کہ اگر ریچھ کچلی والا جانور ہے اور کچلی سے شکار بھی کرتا ہے تو پھر یہ حرام ہے اور اگر یہ اپنی کچلی سے شکار نہیں کرتا تو پھر یہ حلال ہے۔ اس لئے کہ پھر اس کی حرمت کی کوئی دلیل باقی نہیں رہ جاتی اور مسکوت عنہ (جس مسئلہ میں شریعت خاموش ہو) میں اصل اباحت ہے۔ (۵۷)

اگر زولوجی سے مدد لی جائے تو اس مسئلہ میں جمہور کی رائے راجح معلوم ہوتی ہے اس لئے کہ ریچھ درندہ صفت جانور ہے۔ سائنسی طور پر بھی اسے درندہ صفت جانوروں (carnivoras) میں شمار کیا جاتا ہے۔ (۵۸) لہٰذا حنابلہ میں سے جن فقہاء کا موقف یہ ہے کہ یہ حلال ہے ان کی بات کمزور ہے۔ اس

مالک الملک ست ہر کش سر نہد ۔۔۔ بے جہان خاک صد مملکش دہد

لئے بھی کہ خود امام احمدؒ سے صحیح رائے کے مطابق اس کے درندہ ہونے کا ثبوت مروی ہے۔ اور حنابلہ کی اکثریت اسی پر ہے کہ یہ درندہ ہے اور حرام ہے۔(۵۹)

پانڈے کے بارے میں مقالہ نگار کو فقہی ادب میں کوئی رائے نہیں ملی تاہم اجتہاد کا تقاضا یہ ہے کہ ریچھ پر قیاس کرتے ہوئے پانڈے کو بھی حرام قرار دیا جائے کیونکہ وہ بھی درندوں کے اسی خاندان سے ہے جس سے ریچھ کا تعلق ہے اور اس میں بھی وہی صفات پائی جاتی ہیں جو ریچھ میں پائی جاتی ہیں۔(۶۰) اس لئے قاعدہ نمبر چار کا اس پر اطلاق ہونا چاہئے۔

ہاتھی:

جمہور فقہاء مثلاً حنفیہ شافعیہ اور حنابلہ (۶۱) کے نزدیک ہاتھی حرام ہے جبکہ فقہاء مالکیہ و ظاہریہ کے نزدیک یہ حلال ہے جیسا کہ ابن حزم لکھتے ہیں کہ

ولو امکنت ذکاۃ الفیل لحل اکلہ۔(۶۲)

اگر ہاتھی کو ذبح کر لینا ممکن ہو جائے تو اسے کھانا بھی حلال ہے۔

ہاتھی کو حرام قرار دینے والے فقہاء اس سلسلہ میں درج ذیل دلائل پیش کرتے ہیں:

۱۔ یہ درندہ صفت جانور ہے اور تمام درندوں کو حدیث میں حرام قرار دیا گیا ہے۔(۶۳) (یعنی قاعدہ اصول نمبر چار کے زیر اطلاق یہ حرام ہے)۔ مگر اس دلیل پر فقہاء ظاہریہ کی طرف سے یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ ہاتھی درندہ نہیں ہے۔(۶۴) اس لئے اس پر قاعدہ نمبر چار کا اطلاق نہیں ہوسکتا۔

۲۔ ہاتھی کی حرمت کے بارے میں ایک دلیل یہ پیش کی جاتی ہے کہ یہ ان امتوں میں سے ہے جن کی شکلیں مسخ کی گئی تھیں لہٰذا یہ حرام ہے۔(۶۵) (یعنی قاعدہ اصول نمبر دو کے زیر اطلاق خبیث ہونے کی وجہ سے یہ حرام ہے)۔

اس دلیل پر یہ اعتراض لاحق ہوتا ہے کہ ہاتھی کے ممسوخ ہونے کی بات کسی حدیث میں بیان نہیں کی گئی۔ جو اسے ممسوخ کہتے ہیں وہ اس کی تائید میں صرف حسن بصری کا ایک قول ذکر کرتے ہیں۔ بلکہ امام کاسانی نے تو اس کے ممسوخ ہونے کی بات صیغہ تمریض (یعنی قیل) کے ساتھ کی ہے۔(۶۶)

علاوہ ازیں اس دلیل پر یہ اعتراض بھی ہوتا ہے کہ مسخ شدہ امتوں کی نسل آگے نہیں بڑھتی جیسا کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے بندر اور خنزیر کے بارے میں پوچھا گیا

مصیبت کے وقت تو اللہ کا پتہ لگا لیتا ہے، جب وہ ختم ہوئی تو کہتا ہے راستہ کدھر ہے

کہ کیا یہ وہی لوگ ہیں جنہیں مسخ کیا گیا تھا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: جس قوم کو اللہ تعالیٰ ہلاک کر دیں یا عذاب (مسخ) کریں تو پھر ان کی نسل آگے نہیں بڑھتی۔ جبکہ بندر اور خنزیر تو ان ممسوخ لوگوں سے پہلے سے موجود ہیں۔(٦٧)

٣۔ ہاتھی کی حرمت کی تیسری دلیل یہ پیش کی گئی ہے کہ یہ خبیث جانور ہے اور سورۃ الاعراف کی آیت (ویحرم علیهم الخبائث) کے عموم میں شامل ہونے کی وجہ سے حرام ہے۔(٦٨) مگر یہ خبیث کس بنیاد پر ہے یہ نہیں بتایا گیا غالباً کسی امت کے ہاتھی کی شکل میں مسخ ہونے کا قول اس کے خبیث ہونے کا قرینہ شمار کیا گیا ہے۔(یعنی یہاں بھی قاعدہ/اصول نمبر دو کا اطلاق کیا گیا ہے۔

دوسری طرف ہاتھی کو حلال قرار دینے والے فقہاء نے اس سلسلہ میں دو طرح کے دلائل پیش کئے ہیں:

١۔ ہاتھی کی حلت کے بارے میں ایک دلیل جسے ابن حزم نے پیش کیا ہے یہ ہے کہ یہ نہ تو درندہ ہے اور نہ اس کی حرمت کی کوئی نص موجود ہے اس لئے یہ حلال ہے کیونکہ اشیاء میں اصل اباحت ہے۔(٦٩) (یعنی ان کے بقول حرمت کے چاروں بنیادی اصولوں میں سے کسی کا بھی اس پر اطلاق نہیں ہوتا)۔

٢۔ اس سلسلہ میں دوسری دلیل یہ پیش کی جاتی ہے کہ محرمات وہی ہیں جو سورۃ الانعام کی آیت میں ذکر کئے گئے ہیں ان کے علاوہ چیزوں کو حرام قرار نہیں دیا جائے گا۔ لہٰذا ہاتھی کو بھی حرام قرار نہیں دیا جاسکتا کیونکہ اسے قرآن کی آیت محرمات میں شامل نہیں کیا گیا۔(٧٠)

زیر نظر مسئلہ میں جمہور فقہاء نے ہاتھی کی حرمت پر قاعدہ نمبر دو اور قاعدہ نمبر چار کے تحت تین دلائل پیش کئے ہیں جن میں سے قاعدہ نمبر چار کے تحت یہی دلیل باقی رہ جاتی ہے کہ یہ درندہ ہے اور درندوں کو احادیث میں حرام قرار دیا گیا ہے۔ جبکہ دوسری طرف اسے استدلال قرار دینے والوں کی بنیادی دلیل اس کے برعکس یہ ہے کہ یہ درندہ نہیں ہے اس لئے قاعدہ نمبر چار کا اس پر اطلاق نہیں کیا جاسکتا۔

گویا اس مسئلہ میں دونوں طرف سے بنیادی دلیل اس کے درندہ ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں ہے۔ اس سلسلہ میں اگر زولوجی سے مدد لیں تو ظاہری فقہاء جو ہاتھی کو درندہ تسلیم نہیں کرتے ان کا مؤقف راجح معلوم ہوتا ہے۔ اس لئے کہ علم حیوانات میں بھی ہاتھی کو درندوں میں شمار نہیں کیا جاتا بلکہ اسے ممالیہ جانوروں کی اس قسم میں شمار کیا جاتا ہے جسے (Herbivorous) یعنی سبزی خور کہا جاتا ہے۔(٧١) کھر والے دوسرے جانور مثلاً گھوڑا اور گدھا وغیرہ بھی اسی قسم میں شمار ہوتے ہیں اور ظاہر ہے انہیں کوئی بھی درندہ تسلیم نہیں کرتا۔

عاشقاں راشد مدرس حسن دوست دفتر و درس وسبق شاں روئے اوست

یربوع/ جربوع/ گلہری(Jecculus/ Jerboa/ Pika):

یربوع جسے عامۃ الناس جربوع پڑھتے ہیں اور اردو میں اسے گلہری بھی کہا جاتا ہے۔ فقہاء حنفیہ کے نزدیک یہ حرام حیوانات میں شمار کیا جاتا ہے اور انہوں نے اسے چوہے کی مانند قرار دیا ہے۔(۷۲) لیکن یہ چوہے کی مانند نہیں بلکہ چوہے کی ایک قسم ہے جیسا کہ آگے بیان کیا جائے گا۔

فقہاء شافعیہ اور مالکیہ (۷۳) کے ہاں اسے حلال قرار دیا جاتا ہے۔ علاوہ ازیں حنابلہ کے ہاں بھی زیادہ صحیح قول اس بارے میں یہی مانا جاتا ہے کہ یہ حلال ہے تاہم امام احمد سے ایک روایت اس کی حرمت کے بارے میں بھی منقول ہے۔(۷۴)

جربوع کو حرام قرار دینے والوں نے اپنے موقف کی تائید میں بنیادی طور پر درج ذیل دو دلائل پیش کئے ہیں:

۱۔ یہ درندوں میں سے ہے اس لئے حرام ہے۔(۷۵)(یعنی قاعدہ نمبر چار کا اطلاق کیا گیا ہے)۔

۲۔ بعض حنبلی فقہاء اس کی حرمت کی دلیل یہ پیش کرتے ہیں کہ یہ چوہے کے مشابہ ہے اور چوہا چونکہ حرام ہے لہٰذا اسے بھی حرام قرار دیا جائے گا۔(۷۶)(یعنی قاعدہ نمبر تین کے پیش نظر یہ حرام ہے)۔

دوسری طرف جربوع کو حلال قرار دینے والوں نے اپنے مؤقف کی تائید میں درج ذیل دلائل پیش کئے ہیں:

۱۔ اشیاء میں اصل اباحت ہے اور اس کی حرمت کی کوئی دلیل نہیں ہے۔(۷۷) گویا ان فقہاء کے نزدیک یہ درندوں میں داخل نہیں ہے۔ اسی طرح انہوں نے اس کی چوہے سے محض مشابہت کو بھی معتبر تسلیم نہیں کیا۔

۲۔ اگر کوئی حالت احرام میں یربوع کو مارے تو حضرت عمرؓ نے اس کے لئے فدیہ میں بکری کا چھوٹا بچہ (یعنی جفرۃ)(۷۸) واجب قرار دیا تھا۔(۷۹)

زیر نظر مسئلہ کا اگر تجزیہ کیا جائے تو فقہاء حنفیہ کا موقف اس بارے میں راجح معلوم ہوتا ہے مگر اس لئے نہیں کہ یہ درندوں میں سے ہے کیونکہ فقہاء حنفیہ کا اسے درندوں میں شمار کرنے کا دعویٰ (سائنسی نقطہ نظر سے) محل نظر دکھائی دیتا ہے۔ ایک تو اس لئے کہ اس کے درندہ ہونے پر فقہاء کی طرف سے کوئی معقول دلیل پیش نہیں کی گئی۔ اور دوسرا اس لئے کہ علم حیوانات میں بھی اسے درندوں میں شمار نہیں کیا جاتا بلکہ اسے rodentia قسم (order) کے جانوروں کے اس خاندان میں شمار کیا جاتا ہے جنہیں

محبوب کا حسن ہی عاشقوں کا مدرس بن گیا ہے۔ ان کی کتاب اور درس اور سبق اس کا چہرہ ہوتا ہے

dipodidae کہا جاتا ہے۔اس خاندان میں پائے جانے والے حیوانات بنیادی طور پر چوہے ہوتے ہیں جیسے Birch Mice(Mouse) Jerboas ہیں۔(۸۰)

گویا یربوع/ جربوع چوہا ہونے کی وجہ سے حرام ہے اور اس کی حرمت پر قاعدہ نمبر تین کا اطلاق درست ہے۔

۲۔ پرندوں سے متعلقہ کچھ مثالیں:

درندہ صفت حیوانات کی کچھ مثالیں گزشتہ سطور میں ذکر کی گئی ہیں یہاں پرندوں کے حوالے سے ایک دو مثالیں ذکر کی جاتی ہیں۔(۸۱)

الو:

جمہور فقہاء قاعدہ اصول نمبر چار کے تحت تمام شکاری پرندوں کو حرام قرار دیتے ہیں البتہ اس قاعدہ کے اطلاق میں بعض فقہاء نے الو کو شکاری پرندوں میں شمار نہیں کیا اور اس بنیاد پر اسے حرمت سے خارج کر دیا ہے(۸۲) مگر علم حیوانات کی رو سے یہ بھی درندہ صفت پرندوں (Predatory Birds) میں سے ہے اور جس حیوانی گروپ (Order) سے یہ تعلق رکھتا ہے اسے Strigi Formes کہا جاتا ہے۔(۸۳) اس لئے اسے بھی قاعدہ نمبر چار کے تحت حرام قرار دیا جانا چاہئے۔

طوطا اور مور:

طوطا اور مور شوافع (۸۴) کے ہاں قاعدہ اصول نمبر دو کے تحت حرام حیوانات کی قبیل سے ہیں اس بنیاد پر کہ یہ گندی خوراک کھاتے ہیں اور خبیث ہیں۔لیکن فقہاء حنابلہ (۸۵) چونکہ اس قاعدے کا مذکورہ پرندوں پر اطلاق نہ کرتے ہوئے فقہاء شافعیہ کی اس رائے سے اتفاق نہیں کرتے اس لئے وہ ان دونوں کو حلال کہتے ہیں۔اگر یہاں علم حیوانات سے مدد لی جائے تو حنابلہ کی بات قوی معلوم ہوتی ہے اس لئے کہ طوطا پھل بیج اور سبزیاں وغیرہ کھانے والا پرندہ ہے۔(۸۶)

اسی طرح علم حیوانات میں مور اور مرغی کو ایک ہی گروپ میں رکھا جاتا ہے(۸۷) اور مور کی غذا تقریباً وہی ہے جو مرغی کی ہوتی ہے۔(۸۸) اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کے بارے میں وہی حکم ہونا چاہئے جو مرغی کے بارے میں ہے اور مرغی کو چونکہ یہ فقہاء حرام نہیں کہتے اس لئے مور بھی حرام نہیں قرار دیا جاسکتا۔

وقت محنت می بری زاللہ بو	چونکہ محنت رفت گوئی راہ کو

متولدات(Hybird):

متولدات سے مراد وہ حیوانات ہیں جو دو طرح کے حیوانات کے ملاپ سے پیدا ہوں۔ ان کی فقہی اعتبار سے درج ذیل تین قسمیں ہو سکتی ہیں یعنی:

۱۔ ایک صورت یہ کہ دونوں حیوان حلال ہوں۔ ایسی صورت میں متولد بھی بالاتفاق حلال ہے۔

۲۔ دونوں حیوان حرام یا مکروہ تحریمی کے حکم میں ہوں تو ایسی صورت میں متولد بھی بالاتفاق حرام یا مکروہ تحریمی ہوگا۔

۳۔ اگر ایک حرام یا مکروہ تحریمی کی قبیل سے ہو اور دوسرا مباح یا مکروہ تنزیہی ہو تو اس کے بارے میں فقہاء کا اختلاف ہے جس کی تفصیل ذیل میں دی جا رہی ہے۔

فقہاء حنفیہ کے نزدیک مذکورہ بالا تیسری قسم سے تعلق رکھنے والے جانوروں میں قاعدہ یہ ہے کہ ماں کی طبیعت کا اعتبار کیا جائے گا مثلاً خچر کو ماں کے تابع قرار دیا جائے گا یعنی اگر خچر کی ماں گدھی ہو تو پھر خچر مکروہ تحریمی ہے اور اگر اس کی ماں گھوڑی ہو تو پھر اس کے بارے میں وہی حکم ہے جو فقہاء حنفیہ میں گھوڑے کے بارے میں یعنی امام ابوحنیفہ کے نزدیک وہ مکروہ تحریمی شمار ہوگا اور صاحبین کے نزدیک مباح۔ (۸۹)

فقہاء مالکیہ بھی ماں کی تبعیت کے قاعدے کو مانتے ہیں مگر جزوی اختلاف کے ساتھ۔ مثلاً وہ کہتے ہیں کہ ایسا متولد ماں کے حلال ہونے کے باوجود صرف اس صورت میں حلال ہوگا جب وہ کسی حرام جانور کے مشابہ نہ ہو مثلاً اگر بکری کا متولد خنزیر کے مشابہ ہو تو پھر وہاں مذکورہ قاعدہ کا اعتبار نہیں کیا جائے گا۔ اسی طرح اگر گدھی بکری کو جنم دے تو وہ بکری حرام قرار پائے گی کیونکہ ماں (یعنی گدھی) حرام ہے البتہ اس بکری کی آئندہ نسل پر اس حکم کا اطلاق نہیں ہوگا۔ کیونکہ جب بکری آگے جنم دے گی تو پھر ماں چونکہ بکری ہوگی اس لئے مذکورہ قاعدہ کی رو سے اس کا متولد حلال شمار ہوگا۔ (۹۰)

حواشی وحوالہ جات

☆ لیکچرر، ادارہ تحقیقات اسلامی بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد۔

۱۔ اس پانچویں اصول کا تعلق بنیادی طور پر غیر منصوص مسائل کی قبیل سے ہے، طوالت کے خوف سے اس کی تفصیل اس مضمون میں نہیں دی جارہی البتہ اس سلسلہ میں مقالہ نگار کا ایک مضمون بعنوان: غیر منصوص مسائل اور قاعدہ اباحت اصلیہ، مجلّہ القلم، (دسمبر ۲۰۰۹ء، ج ۱۴، ش ۱۴، ص ۵۷۔۹۳، شعبہ اسلامیات، پنجاب یونیورسٹی، لاہور) میں ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔

۲۔ البقرۃ ۲:۱۷۳۔

۳۔ المائدۃ ۵:۳۔

۴۔ الانعام ۶:۱۴۵۔

۵۔ النحل ۱۶:۱۱۵، قرآن مجید کی مذکورہ آیات میں خنزیر کے علاوہ مردار خون اور غیر اللہ کے نام پر ذبح کئے جانے والے حیوانات کو بھی حرام قرار دیا گیا ہے۔ مردار اور غیر اللہ کے نام پر ذبح کئے جانے والے جانور سبھی طور پر حرام ہیں (یعنی فقہی اصطلاح کے مطابق حرام لغیرہ) اس لئے اس بحث میں شامل نہیں کیا جارہا۔

۶۔ دیکھئے، ابوعبداللہ محمد بن ابی بکر القرطبی (م ۶۷۱ھ)، الجامع لاحکام القرآن، الریاض، دار عالم الکتب، ۱۴۲۳ھ، ج ۲، ص ۲۲۲، حصاص، ابوبکر احمد بن علی الرازی (م ۳۷۰ھ)، احکام القرآن، بیروت دار احیاء التراث العربی ۱۴۰۵ھ، ج ۱، ص ۱۵۳: محمود بن عبداللہ شہاب الدین الالوسی، (م ۱۲۷۰ھ)، روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم والسبع المثانی، بیروت دار الثقافۃ ۱۳۸۳ھ، ج ۲، ص ۵۹۔

۷۔ مثلاً دیکھئے: قرطبی، ج ۲، ص ۲۲۲، ابومحمد علی بن احمد ابن حزم، (م ۴۵۶ھ)، مراتب الاجماع فی العبادات والمعاملات والاعتقادات، بیروت، دار الکتب العلمیۃ، س، ن، ص ۱۴۸۔۱۴۹ اور المحلی، بیروت، دار الفکر، س، ن، ج ۷، ص ۳۸۸۔

۸۔ داؤد بن علی الظاہری تیسری صدی ہجری (م ۲۷۰ھ) کے معروف فقیہ ہیں۔ قرآن وسنت کے ظاہر تک محدود رہنے اور قیاس کی نفی کرنے کے سبب آپ کو ظاہری کہا جاتا ہے۔ فرقہ ظاہریہ آپ ہی کی طرف منسوب ہے۔ (دیکھئے: خیر الدین بن محمود الزرکلی، (م ۱۳۹۶ھ)، الاعلام، دمشق دار العلم للملایین، ۲۰۰۲ء، ج ۲، ص ۳۳۳)۔

۹۔ مصطفیٰ السیوطی الرحیبانی، (م ۱۲۴۳ھ)، مطالب اولی النھی فی شرح غایۃ المنتھی، بیروت، المکتب الاسلامی، ۱۹۶۱، ج ۶، ص ۳۲۱۔

قرب کے لئے اوپر یا نیچے جانا نہیں ہے، اللہ کا قرب وجود کی قید سے چھوٹنا ہے۔

۱۰۔ روح المعانی، ج ۲،ص ۴۲۔

۱۱۔ مراتب الاجماع،ص ۱۴۸۔۱۴۹ اورالمحلی، ج ۷،ص ۳۸۸۔

۱۲۔ سورہ الاعراف: ۱۵۷۔

۱۳۔ دیکھئے: ابن کثیر اسماعیل بن عمر الدمشقی، (م ۷۷۴ھ)، تفسیر القرآن العظیم، بیروت، دارالفکر، ۱۹۹۴ء، ج ۳،ص ۴۳۹ واحمد بن عبدالحلیم ابن تیمیہ (م ۷۲۸ھ)، مجموع الفتاوی، السعودیہ العربیہ، مکتبہ ابن تیمیہ، س، ن ج ۱۷،ص ۱۷۸، ج ۱۹ص ۲۴۔

۱۴۔ ابوبکر مسعود بن احمد الکاسانی، (م ۵۸۷ھ)، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، بیروت، دارالکتاب العربی، ۱۹۸۲ء، ج ۵،ص ۳۶۔

۱۵۔ عثمان بن علی بن محجن الزیلعی، (م ۷۴۳ھ)، تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق، القاہرہ، دارالکتاب الاسلامی، ۱۳۱۳ھ، ج ۵، ص ۲۹۵، بدائع الصنائع، ج ۵، ص ۴۰، محی الدین بن شرف النووی، (م ۶۷۶ھ)، المجموع شرح المہذب، بیروت، دارالفکر، س، ن، ج ۹،ص ۱۹ وابن قدامہ عبداللہ بن احمد (م ۵۴۱ھ)، المغنی والشرح الکبیر، مصر، مطبعۃ المنار، ۱۳۴۸ھ، ج ۱۱،ص ۷۱۔

۱۶۔ ابوداؤدسلیمان بن اشعث الجستانی، (م ۲۷۵ھ)، السنن (سنن ابی داؤد)، بیروت، داراحیاء التراث الاسلامی، ۱۴۲۱ھ،ص ۶۳۹، (بذیل: کتاب الاطعمۃ باب فی اکل لحوم الخیل، حدیث نمبر ۳۷۸۶)

۱۷۔ اس روایت کوابن حزم نے اپنی سند کے ساتھ روایت کیا ہے، دیکھئے: المحلی، ج ۷،ص ۴۰۸۔

۱۸۔ المجموع شرح المہذب، ج ۹،ص ۱۸۔۱۹: مطالب اولی النھی، ج ۶ص ۳۳۱۔۳۳۳ والمغنی والشرح الکبیر، ج ۱۱ص ۶۸۔

۱۹۔ ابن عابدین محمد امین بن عمر بن عبدالعزیز (م ۱۲۵۲ھ)، ردالمحتار علی الدر المختار (المعروف بحاشیۃ ابن عابدین)، بیروت، دارالفکر، ۲۰۰۰ء، ج ۶ ص ۳۰۴ وتبیین الحقائق، ج ۵،ص ۲۹۴۔

۲۰۔ المجموع للنووی، ج ۹،ص ۱۷۔ جلال الدین محمد بن احمد المحلی (م ۸۶۴ھ)، شرح المنہاج، مطبعۃ عامرۃ، ۱۲۹۴ھ، ج ۲،ص ۲۷۲، النووی، روضۃ الطالبین وعمدۃ المتقین، بیروت، المکتب الاسلامی، ۱۴۰۵ھ، ج ۳، ص ۲۷۱۔

۲۱۔ المغنی، ج ۱۱،ص ۶۶۔

۲۲۔ المحلی، ج ۷،ص ۳۹۸۔

۲۳۔ محمد بن اسماعیل البخاری (م ۲۵۶ھ)، صحیح البخاری (الجامع الصحیح المسند المختصر من امور رسول اللہ وسننہ و ایامہ)، الریاض، دارالسلام، ۱۴۱۷ھ،ص ۱۱۹۴، (بذیل: کتاب الذبائح والصید باب اکل کل ذی ناب من

مالک الملک ست ہر کش سر نہد بے جہان خاک صد مللش دہد

السباع، حدیث نمبر ۵۵۳۰)، مسلم بن الحجاج القشیری (م ۲۶۱)، صحیح مسلم، الریاض، دارالسلام، ۲۰۰۴ء، ص ۸۶۳، (بذیل: کتاب الصید والذبائح باب تحریم اکل کل ذی ناب من السباع وکل ذی مخلب من الطیر، حدیث نمبر ۱۹۳۲)، محمد بن عیسیٰ الترمذی (م ۲۷۹ھ)، الجامع/ السنن (سنن الترمذی)، دارالسلام، الریاض ۱۴۲۰ھ، ص ۳۵۹، (بذیل: کتاب الاطعمۃ باب ما جاء فی کراھیۃ کل ذی ناب وذی مخلب، حدیث: ۱۴۷۹) و احمد بن شعیب بن علی النسائی (م ۳۰۳ھ)، السنن، الریاض دارالسلام، ۲۰۰۴ء، ص ۶۰۲، (بذیل: کتاب الصید والذبائح باب تحریم اکل السباع، حدیث نمبر ۴۳۲۹)۔

۲۴۔ مسلم، ص ۸۶۴، (بذیل: کتاب الصید والذبائح باب **تحریم اکل کل ذی ناب من السباع و کل ذی مخلب من الطیر، حدیث ۱۹۳۴**)

۲۵۔ ایضاً، حدیث نمبر ۱۹۳۳، النسائی، ایضاً، حدیث نمبر ۴۳۲۹۔

۲۶۔ الترمذی، ص ۳۵۹، (بذیل: کتاب الاطعمۃ باب ما جاء فی کراھیۃ کل ذی ناب وذی مخلب، حدیث ۱۴۷۹)

۲۷۔ ایضاً، حدیث نمبر ۱۴۷۸۔

۲۸۔ ابوداؤد، ص ۶۴۱، (بذیل: کتاب الاطعمۃ باب النھی عن اکل السباع، حدیث نمبر ۳۸۰۰)۔

۲۹۔ محمد بن مکرم بن منظور ابن منظور (م ۷۱۱ھ)، لسان العرب، بیروت، دارصادر، س ن، ج ۱، ص ۶۷۷ والمعجم الوسیط، مصر، مجمع اللغۃ العربیۃ، س ن، ج ۲، ص ۹۶۶۔

۳۰۔ ایضاً، ج ۸، ص ۱۴۶، المعجم الوسیط، ج ۱، ص ۴۱۴۔

۳۱۔ ردالمحتار علی الدرالمختار، ج ۱، ص ۲۲۳، تبیین الحقائق، ج ۵، ص ۲۹۴ والمجموع، ج ۹، ص ۱۳۔

۳۲۔ ہرن کی نسل میں بعض قسمیں ایسی ہیں جن کی کچلیاں ہوتی ہیں۔ مشک ہرن جس سے کستوری حاصل ہوتی ہے وہ بھی کچلی والا ہوتا ہے (دیکھئے: t.j.roberts,the mammals of pakistan,london,emest benn.liited,1977,pp 241,243.)

۳۳۔ مجدالدین فیروز آبادی، (م ۸۱۷ھ)، القاموس المحیط، مصر، دارالمامون، ۱۳۵۷ھ، ج ۱، ص ۱۹۶ وابن منظور، ج ۱، ص ۳۶۳۔

۳۴۔ تبیین الحقائق، ج ۵، ص ۲۹۴، علم حیوانات کی رو سے درندہ صفت پرندوں کو predatory birds (یعنی شکار کرنے والے پرندے) کہا جاتا ہے۔ (دیکھئے: جامع اردو انسائیکلوپیڈیا (حصہ سائنسی علوم)، نئی دہلی، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، حکومت ہند، ۲۰۰۵ء، ج ۶، ص ۲۹۶)۔

۳۵۔ المحلی، ج ۷، ص ۴۰۵۔

۳۶۔ محمد بن یوسف بن ابی القاسم، (م ۸۹۷ھ)، التاج والاکلیل لمختصر خلیل، بیروت، دارالفکر، ۱۳۹۸ھ، ج ۳،

جو اس خدا کے سامنے سر رکھ دے وہی بادشاہ ہے۔ خاکی دنیا کے علاوہ وہ سینکڑوں سلطنتیں عطا کر دیتا ہے

ص ۲۳۵، محمد بن عرفة الدسوقی، (م ۱۲۳۰ھ)، حاشیة الدسوقی علی الشرح الکبیر علی مختصر خلیل، بیروت، دار الفکر، س ن، ج ۲، ص ۱۱۷، القرطبی، ج ۷، ص ۱۱۷ و محمد بن احمد بن محمد ابن رشد، (م ۵۹۵ھ)، بدایة المجتہد، مصر، مطبعة الجمالیة، ۱۳۲۹ھ/ بیروت، دار الفکر، س ن، ج ۱، ص ۳۸۰۔

۳۷۔ مالک بن انس (م ۱۹۳ھ)، المؤطا، المغرب، دار المنشور الآفاق الجدیدة، ۱۴۲۰ھ، ص ۴۴۲ (بذیل: کتاب الصید باب تحریم اکل کل ذی ناب من السباع، حدیث نمبر ۱۳۔۱۴) واضح رہے کہ المؤطا کے بعض نسخوں میں یہ عبارت نہیں ہے۔

۳۸۔ تفسیر القرطبی، ج ۷، ص ۱۱۷۔۱۱۸۔

۳۹۔ سورہ الانعام: ۱۴۵۔

۴۰۔ تفسیر القرطبی، ج ۷، ص ۱۱٦۔

۴۱۔ ایضاً، ج ۷، ص ۱۱۹۔

۴۲۔ محمد بن یزید القزوینی ابن ماجہ (م ۲۷۵ھ)، السنن، (سنن ابن ماجہ)، بیروت، دار المعرفة، س ن، ج ۴، ص ۴۱۹، (بذیل: کتاب الاطعمة باب الکبد والطحال، حدیث نمبر ۳۲۱۴)، نیز ج ۳، ص ۳۷۰ (بذیل: کتاب الصید باب صید الحیتان والجراد، حدیث نمبر ۳۲۱۸) واحمد بن حنبل (م ۲۴۱ھ)، المسند (مسند احمد)، بیروت، المکتب الاسلامی، س ن، ج ۲، ص ۹۷۔

۴۳۔ بدائع الصنائع، ج ۵، ص ۳۷، المجموع، ج ۹، ص ۱۷، والمغنی والشرح الکبیر، ج ۱۱، ص ٦۷۔

۴۴۔ المحلی، ج ۷، ص ۴۳۰۔

۴۵۔ المغنی، ج ۱۱، ص ٦۷۔

۴٦۔ بدائع الصنائع، ج ۵، ص ۳۷، المغنی، ج ۱۱، ص ٦۷ والمجموع، ج ۹، ص ۱۷۔

۴۷۔ المحلی، ج ۷، ص ۴۳۰۔

۴۸۔ حاشیة الدسوقی، ج ۲، ص ۱۱۷۔۱۱۹۔

۴۹۔ ابن الحاجب (عثمان بن عمر ابی بکر) چھٹی وساتویں صدی ہجری (۵۷۰۔٦۴٦ھ) کے مشہور مالکی فقیہ اور بڑے عربی دان تھے۔ آپ کی تصانیف میں سے نحو میں الکافیہ اور صرف میں الشافیہ نہایت مشہور ہیں۔ (الزرکلی، ج ۴، ص ۲۱۱)۔

۵۰۔ حاشیة الدسوقی، ج ۲، ص ۱۱۷۔۱۱۹۔

۵۱۔ ایضاً، ص ۱۱۸، واضح رہے کہ حضرت عائشہؓ، حضرت عبداللہ بن عمرؓ، حضرت عبداللہ بن عباسؓ، حضرت سعید بن جبیرؒ اور شعبیؒ کے حوالے سے یہ منقول ہے کہ ان کے نزدیک ذوناب من السباع) یعنی کچلی سے شکار کرنے

والے جانور) حرام نہیں بلکہ مباح ہیں۔(دیکھئے: المغنی، ج۱۱،ص۶۶، وتفسیر القرطبی، ج۷،ص۱۱۷)۔

۵۲۔ t.j.roberts,pp 85\90۔

۵۳۔ حاشیۃ الدسوقی، ج۲،ص۱۳۷، المجموع، ج۹،ص۱۲، المغنی، ج۱۱،ص۸۱ وبدائع الصنائع، ج۵،ص۳۷۔

۵۴۔ بدائع الصنائع، ج۵،ص۳۹۔

۵۵۔ المجموع، ج۹،ص۱۲ وشرح المنھاج، ج۲،ص۲۷۲۔

۵۶۔ علاؤالدین علی بن سلیمان المراداوی (م ۸۸۵ھ)، الانصاف فی معرفۃ الراجح من الخلاف علی مذھب الامام احمد بن حنبل، بیروت، داراحیاء التراث العربی، ۱۴۱۹ھ، ج۱۰،ص۲۶۷۔

۵۷۔ المغنی، ج۱۱،ص۶۸۔

۵۸۔ اسے درندوں (Carnivoras) کے Ursidae خاندان میں شمار کیا جاتا ہے۔ (دیکھئے: t.j.roberts,p 107 don e.wilson and dee ann m.reeder mammal species of the world,washington and london,smithsonian institution press,1993,p 336)

۵۹۔ الانصاف، ج۱۰،ص۲۶۷۔

۶۰۔ (دیکھئے: don e. wilson and dee ann m.reeder, p336.) واضح رہے کہ پانڈے کے لئے سائنسی نام ailuropoda استعمال کیا جاتا ہے۔(ایضاً)

۶۱۔ بدائع الصنائع، ج۵،ص۳۷، تبیین الحقائق، ج۵،ص۲۹۵، المجموع، ج۹،ص۷ والمغنی، ج۱۱،ص۶۷، ج۱۰،ص۳۵۶۔

۶۲۔ المحلی، ج۷،ص۴۰۳۔

۶۳۔ بدایۃ المجتہد، ج۱،ص۳۷۸، بعض فقہاء نے اس کے درندہ ہونے کی یہ دلیل پیش کی ہے کہ اس کی کچلیاں ہوتی ہیں بلکہ تمام جانوروں سے بڑی کچلیاں اسی کی ہوتی ہیں۔(دیکھئے: المغنی، ج۱۱،ص۶۷)۔

۶۴۔ المحلی، ج۷،ص۴۰۳۔

۶۵۔ المغنی، ج۱۱،ص۶۷۔

۶۶۔ بدائع الصنائع، ج۵،ص۳۷۔

۶۷۔ مسلم، کتاب القدر باب بیان ان الاجال والارزاق وغیرھا لا تزید ولا تنقص عما سبق بہ القدر، ص۱۱۶۰، حدیث نمبر ۲۶۶۳) واحمد، ج۱،ص۳۹۰۔

۶۸۔ المغنی، ج۱۱،ص۶۷۔

تو نے نہیں پھینکا جب کہ پھینکا تو نے پڑھا ہے، لیکن تو ایک جسم ہے اٹکل میں پھنسارہ گیا ہے

۶۹۔ المحلی، ج ۷، ص ۴۰۳۔

۷۰۔ بدایۃ المجتہد، ج ۱، ص ۳۸۷ وتفسیر القرطبی، ج ۷، ص ۱۱۶، مگر اس آیت سے یہ استدلال امام قرطبی کے بقول بھی نہایت کمزور ہے۔

۷۱۔ علم حیوانات میں ہاتھی کو متفقہ طور پر (Herbivora) یعنی سبزی خور جانوروں میں شمار کیا جاتا ہے۔ یہ وہ جانور ہیں جو اکثر و بیشتر نباتات کھاتے ہیں۔ ان کی کئی اقسام ہیں جن میں سے ہاتھی کا تعلق جس قسم (order) سے ہے اسے proboscidea کہا جاتا ہے۔ ایک قسم جسے artiodactyla کہا جاتا ہے ان میں بھیڑ بکریاں اور ہرن وغیرہ شامل ہیں (دیکھئے: don e.wilson and dee ann m.reeder,p.367\377.webster"s revised unabridged dictionary,word.herbivora. گویا سبزی خور ہونے کے بعد ہاتھی کا تعلق ہرن اور بکریوں وغیرہ سے بھی قریب تر ہے جو اس کے حلال ہونے کا ایک مزید قرینہ یا تائیدی ثبوت ہے۔

۷۲۔ رد المحتار علی الدر المختار، ج ۶، ص ۳۰۶۔

۷۳۔ المجموع، ج ۹، ص ۱۱، وحاشیۃ الدسوقی، ج ۲، ۱۱۷۔۱۸۰۔

۷۴۔ الانصاف، ج ۱۰، ص ۲۷۱، والمغنی، ج ۱۱، ۷۰۔

۷۵۔ رد المحتار علی الدر المختار، ج ۶، ص ۳۰۶ وعلماء الہند، الفتاوی الھندیۃ، القاہرۃ، مطبعۃ العامرۃ، ۱۲۷۲ھ، ج ۵، ص ۲۵۵۔

۷۶۔ المغنی، ج ۱۱، ص ۷۰۔

۷۷۔ ایضاً۔

۷۸۔ روایات میں جفرۃ کا لفظ ہے جو اہل لغت کے ہاں بکری کے چار یا پانچ ماہ کے بچے کے لئے بولا جاتا ہے۔ (دیکھئے لسان العرب، ج ۴، ص ۱۴۲)۔

۷۹۔ المغنی، ج ۱۱، ص ۷۰۔

۸۰۔ t.j.roberts,p.236\242.

۸۱۔ اس سلسلہ میں تفصیلات کے لئے دیکھئے مقالہ نگار کا ایک مضمون: ''حلال اور حرام پرندے'' در: مجلّہ، تحقیقات اسلامی، علی گڑھ، ۲۰۰۹ء۔

۸۲۔ ردالمحتار علی الدرالمختار، ج ۶، ص ۳۰۶ والموسوعۃ الفقہیۃ الکویتیۃ، الکویت، وزارۃ الاوقاف والشؤون الاسلامیۃ، ۱۴۲۷ھ، ج ۵، ص ۱۳۷۔

۸۳۔ grizmek"s animal life encyclopedia,new york,gale group,vol

ہر کجا آب رواں غنچہ بود ہر کجا اشک رواں رحمت بود

9,p 331. واضح رہے کہ جامع اردو انسائیکلو پیڈیا (حصہ سائنسی علوم) میں الوکو درندہ تو شمار کیا گیا ہے مگر اس کے گروپ کا نام raveners بتایا گیا ہے مگر درست وہی ہے جو grizmek میں ہے۔ اس لئے کہ مؤخر الذکر مصدر زیادہ مستند ہے۔

۸۴۔ المجموع، ج۹، ص۱۸۔۱۹۔

۸۵۔ مطالب اولی النھی، ج۶، ص۳۳۱۔۳۳۳۔

۸۶۔ دیکھئے: t.j.roberts,the birds of pakistan,oxford,university press,1919 vol 1,p 435,grzimek's animal life encyclopedia,vol 9,p 275

۸۷۔ دیکھئے: امین معلوف امین (باشا) بن فہد بن اسعد (م ۱۳۶۲ھ) معجم الحیوان، القاہرہ، ہدیۃ المقتطف، ۱۹۳۲ء، ص۱۸۵. grzimek's animal life encyclopedia,vol 8,p 399.

۸۸۔ دیکھئے: the birds of pakistan,vol 1,p 247

۸۹۔ رد المحتار علی الدر المختار، ج۶، ص۳۰۵ و تبیین الحقائق، ج۵، ص۲۵۹۔

۹۰۔ ابو الولید سلیمان بن خلف الباجی، (م ۴۷۴ھ)، المنتقی شرح موطا، مصر مطبعۃ السعادۃ، ۱۳۳۲ھ، حاشیۃ الدسوقی ج۲، ص۱۳۷، بدایۃ المجتہد، ج۱، ص۳۸۱، محمد بن عبداللہ الخرشی (م ۱۱۰۱ھ)، شرح الخرشی علی مختصر خلیل، بیروت، دار الفکر س ن، ج۳، ص۲۵ والموسوعۃ الفقہیۃ، ج۵، ص۱۴۵، واضح رہے کہ خچر کے بارے میں مالکیوں کے دو قول ہیں۔ معتبر قول یہ ہے کہ یہ حرام ہے جبکہ دوسرا قول یہ ہے کہ یہ مکروہ ہے۔ (ایضاً)

مفتی محمد رفیق الحسنی صاحب کی

ہجرت سے لیکر آج تک مدینہ منورہ میں ہونے والے

ارتقائی مراحل کے ذکر پر مشتمل جامع کتاب

تاریخ مدینہ ...... شائع ہوگئی

﴿ناشر﴾

جامعہ اسلامیہ مدینۃ العلوم گلستان جوہر بلاک ۱۵۔ کراچی

جب آسمان سے پانی برستا ہے تو زمین پر پھول اور غنچے کھلتے ہیں اور جب آنسو جاری ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کی رحمت برستی ہے

القسم العربى

مجلة الفقة الاسلامى

تصدر من

اكاديمية الفقة الاسلامي المعاصر

ص ب ١٧٧٧٧ كلشن اقبال

كراتشي باكستان

رئيس التحرير

الاستاذ الدكتور / نور احمد شاهتاز

......☆......

مساعد رئيس التحرير

الاستاذ غلام نصير الدين نصير

الدكتور محمد صحبت خان

فهرس الموضوعات

مبادئ أساسية فكرية و عملية فى التقريب بين المذاهب

الاستاذ الدكتور يوسف القرضاوى ٦١